عورت

قاضی عبدالصمد صاحب صارم سیوہاروی فاضلِ دیوبند و فاضل ازہر

صنفِ لطیف جس کے احترام کی آج دنیا میں دھوم مچی ہوئی ہے کسی زمانہ میں مشرق میں مرد کے دامنِ تقدس کا داغ سمجھی جاتی تھی، روما اُسے صرف گھر کا اثاثہ سمجھتا تھا، یونان شیطان کہتا تھا، کلیسا باغِ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا تھا، کتابِ مقدس نے اُس کو لعنتِ ابدی کا مستحق قرار دے رکھا تھا، سقراط نے اُسے فتنہ و فساد کی جڑ کہا، ویڈرڈ صرف جسمانی لذت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتا تھا، نیٹشے نے دنیا کو اُن مصائب سے ڈرایا جو اُس کے خیال میں عورتوں کو آزاد کرنے سے پیدا ہونگی، مسٹر بری کرانٹس نے لکھا ہے کہ کتابِ مقدس میں تعدد ازدواج کی ممانعت بھی نہیں ہے، کتاب مقدس میں عورت کو موت سے زیادہ تلخ کہا ہے (میزان التحقیق ص۲۵) ڈاکٹر لیبان کا بیان ہے کہ ہندؤں کا قانون کہتا ہے کہ تقدیر، جہنم، طوفان، زہریلے سانپ ان میں سے کوئی اس قدر خراب اور خطرناک نہیں جتنی عورت، کتاب مقدس بھی اس سے کچھ کم سخت نہیں، جیسا کہ آپ ابھی سُن چکے ہیں، اس میں بھی عورت کو موت سے زیادہ تلخ لکھا ہے (حوالہ مذکور بحوالہ تمدن عرب) نیلٹن لکھتا ہے۔ عورتیں شیطان کی گذرگاہیں اور روحانی حقوق کو پامال کرنے والی ہیں (حوالہ مذکور) عورتوں میں ضروری شیطنت بھری ہوتی ہے، ان میں شہوانی جذبہ کے اُبھارنے کا مادہ بھرا ہوتا ہے (کرائی سائسٹم حوالہ مذکور)

پروفیسر ہنری مارٹن لکھتے ہیں۔ یونانی عورت عمر بھر پابند رہتی تھی اس کو اپنی ذات پر کسی قسم کا اختیار نہ تھا وہ اپنے معاملات میں کسی قسم کا تصرف نہیں کر سکتی تھی۔ روما میں بھی عورتیں انہیں کی طرح بلکہ اس سے

زیادہ شدت کے ساتھ ولادت سے لے کر وفات تک زیرنگرانی رکھی جاتی تھیں۔ عیسائی مذہب بعض حیثیتوں سے یہودیت کے ساتھ اور بعض حیثیتوں سے رومی تمدن کے ساتھ خاص تعلق رکھتا ہے، روما میں عورت کا جو درجہ تھا وہ ہم کو معلوم ہو چکا ہے اور یہود کے نزدیک بھی اس کی حالت اس سے بہتر نہ تھی، کلیسا کے پادریوں نے اکثر عورت کی تذلیل وتحقیر اس بنا پر کی کہ اس نے مرد کو گناہ کا مرتکب بنایا۔ گال یعنی فرانس کے اصل باشندوں کے نزدیک عورت نہایت ذلیل اور پست درجہ تھی فرانک وغیرہ دوسری قومیں جو فرانس میں آکر آباد ہو گئی تھیں اُن کا بھی یہی حال تھا، چنانچہ اُن کے ابتدائی زمانہ میں عورتیں اسباب تجارت کی طرح فروخت کی جاتی تھیں (ملخص از ص۱۳۱۰ج۲) کنفوشس نے اس کو نامبارک کہا ہے (آئین چین ص۲۷) گوتم بدھ کا قول ہے کہ دنیا کی سب چیزوں میں خراب چیز عورت ہے (دہم پدمنتر ۳۰۹) زردشت کا قول ہے کہ عورت صحیح راہ نہیں چلتی (وندیداد) جمشید کا قول ایران کے مشہور شاعر ومورخ نظامی گنجوی نقل کرتے ہیں:-

اگر نیک بودے سرانجام زن　　زناں را مزن نام بودے نہ زن

یہودی، عیسائی، آتش پرست، بدھ کسی مذہب نے عورت کو کوئی حق نہیں دیا اور اس کی توہین کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ یورپ کا رنگ اب اور ہے ورنہ وہاں عورت کی حالت سب سے بدتر تھی۔ چنانچہ اب تک بھی اس کا ذاتی نام قابلِ شہرت نہیں سمجھا جاتا۔ بچپن میں باپ کے نام سے (مس جیکب) اور شادی کے بعد شوہر کے نام سے (مسز جیکب) مشہور ہوتی ہے۔ ہندوستان کی داستان سب سے زیادہ طویل ہے۔ یہاں عورت کو پیدا ہونے ہی کا حق نہ تھا۔ لڑکی پیدا ہوتے ہی مار ڈالی جاتی تھی جو زندہ رہتی اُس کا دنیا میں کوئی حق نہ تھا۔ عمر بھر باپ کی، شوہر کی، بیٹے کی محتاج اور پابند رہتی تھی۔ منوشاستر میں ہے۔ لڑکپن میں باپ کے جوانی میں شوہر کے بڑھاپے میں بیٹوں کے اختیار میں رہے کیونکہ عورتیں خودمختار ہونے کے لائق نہیں ہیں (۵ و ۳) عورت نابالغ ہو، جوان ہو، بڈھی ہو گھر میں کوئی کام خودمختاری سے نہ کرے (منو ۵) عورت کو بوقتِ صلاح ومشورہ اپنے پاس نہ رکھے (منو ۷)

جھوٹ بولنا عورت کا ذاتی خاصہ ہے (منو ۹۔۲) پلنگ سے محبت، بیٹھنے کی چوکی سے محبت، زیور کا شوق، شہوت پرستی، غصہ برائی کی طرف میلان اذیت رسانی عورتوں کے چند خواص ہیں (میزان التحقیق ص۲۶ بحوالہ منو شاستر) بدفعلی عورتوں کی عادت ہے (منو ۱۱ ۹/۱) عورتیں دروغ کی مانند نامبارک ہیں (منو منتر ۱۹) پاگل، کیکڑا، متوا، چمٹے اور استری سب برابر ہیں (پنج تتر) عورتیں ہمیشہ بے وفا ہوا کرتی ہیں۔ خوشا حال اُن مردوں کا جن کی عورتوں کی حفاظت کیجاتی ہے۔ اگر کوئی عورت پاکدامن ہے تو اُس کی وجہ یہ نہیں کہ اس میں حیا ہے یا حجاب ہے یا طبعی نیک خصلتی یا خوف ہے بلکہ صرف یہی کہ اُس سے کوئی عنایت کا طلبگار نہیں (میزان التحقیق ص۲۷ بحوالہ ہتوا پدیش) عورت کی روح میں پارسائی کا وجود ڈھونڈے نہیں ملتا (حوالہ مذکور بحوالہ سود کا) ایک عورت کو ہندوستان میں کئی کئی شوہروں کی بیوی بننا پڑتا تھا۔ دروپدی کا قصہ تاریخ ہند کا مشہور واقعہ ہے۔ شوہر کے مرنے پر اُس کو زندہ رہنے کا حق نہ تھا بلکہ اپنی جیتی جاگتی جان کو نذرِ آتش کرنا پڑتا تھا۔ اس ترقی و روشنی کے دور میں بھی ہندوؤں کے مشہور پیشواؤں اور مصنفوں نے اپنے اپنے متقدمین کی طرح عورتوں کو بُرا ہی کہا ہے۔ پنڈت دیانند لکھتے ہیں کہ مرد کو عورت کا قالب بوجہ کمی اعمال یا بد عملی کے ملتا ہے (حوالہ مذکور بحوالہ ستیارتھ پرکاش)، پنڈت درشنانند لکھتے ہیں دنیا کی چمکدار چیزیں عورتیں، لونڈے وغیرہ یہ شیطان ہیں۔ (ٹریکٹ ص۴۴)

پروفیسر ملکر لکھتے ہیں ہندوؤں میں عورت آزاد نہیں نہ یگیہ کے لیے نہ وراثت کے لیے اور دیگر شاستروں کے اندر بھی پرشوں (مردوں) کے ہر قسم کے حقوق کو بڑی مضبوطی کے ساتھ قائم کیا ہے۔ برعکس اس کے ابلا استری جاتی (عورت) کے لیے ان ویدوں کے اندر بھی واجبی انسانی حقوق نہیں پائے جاتے (معجزات اسلام ص۵۵ بحوالہ ہندی رسالہ رشی انک)

سوتروں میں شاستروں میں عورتوں کا بہت کم درجہ ہے (تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے)

عرب میں بھی عورت ایک شئے قابل استعمال سمجھی جاتی تھی تعدد ازدواج کی کوئی حد مقرر نہ تھی بعض شریر مرد عورتوں کو برسوں معلقہ کر کے رکھتے تھے ترکہ میں عورت کا کوئی حق نہ تھا وہ کسی چیز کی مالک نہ تھی رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپؐ نے عورتوں سے ان مظالم کو دور کیا، اُس کا نفقہ مرد پر واجب کیا، مہر واجب کیا، ترکہ میں حق مقرر کیا، تعدد ازدواج کی حد مقرر کی اور اُس کو انصاف کے ساتھ مشروط کیا، عورت کو خلع کا حق دیا وہ اپنے مال کی خود مالک قرار دی گئی شادی کے لیے بالغ عورت کی رضامندی و اجازت کو ضروری قرار دیا، گھر کے اندر اس کو ایک خود مختار حاکم بنایا گیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے (لوگو عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ کیونکہ تم نے اس کی ضمانت پر ان کو اپنے قبضہ میں لیا ہے) یعنی خدا کے حکم کے موافق نکاح ہوتا ہے۔ یہ خدا کی ضمانت ہے اور ارشاد ہے (عورتیں تمہاری پوشاک ہیں) یعنی جس طرح پوشاک آدمی کے لیے ضروری ہے اور موجب راحت اور باعث زینت و عزت ہے، اسی طرح مرد کے لیے عورت ہے۔ نیز ارشاد ہے (عورتیں تمہاری کھیتی ہیں) جس طرح بغیر کھیتی کے بنی نوع کا گذارہ اور بقا ممکن نہیں اسی طرح بغیر عورت کے زندگی دشوار ہے اور جس طرح کھیتی کی حفاظت و پرورش ضروری ہے اسی طرح عورت کی بھی ہے جس طرح کھیتی محبوب ہے اسی طرح عورت محبوب ہے، ایک حدیث میں ہے کہ دنیا کی بہتر متاع نیک عورت ہے۔

رسول کریم صلعم نے ایک صحابی سے عورتوں کے متعلق فرمایا کہ "یہ آبگینے ہیں" جس طرح آئینوں کو ٹھیس نہیں لگنی چاہیے اسی طرح عورت کی بھی دل آزاری نہیں کرنی چاہیے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کو حقیر سمجھتے تھے۔ جب رسول کریم صلعم نے ان کا مرتبہ قائم کیا تو ہماری آنکھیں کھلیں۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ انسان کے لیے دنیا میں سب سے بڑی دولت ایمان اور با عصمت عورت ہے۔ خواجہ سعدی شیرازی فرماتے ہیں

زنِ خوب فرمانبر و پارسا کند مرد درویش را بادشاہ

اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے ہیں اور اُس کا جو مرتبہ قائم کیا ہے اُن کی بڑی تفصیل ہے اس موضوع پر کثرت سے مضامین و رسائل شائع ہو چکے ہیں اس لیے یہاں زیادہ تفصیل کی ضرورت نہیں۔

ڈاکٹر کرائنس نے عورتوں کے متعلق قانون اسلام کی مدح کی ہے (میزان التحقیق ص۲۰) ڈاکٹر لیبان نے لکھا ہے "وہ اسلام ہی تھا جس نے عورتوں کو گری ہوئی حالت سے ترقی دی (تمدن عرب ص۴۱۱) ڈاکٹر آرنلڈ نے موسیو وال کا قول نقل کیا ہے کہ اسلام کی بدولت عورتوں کے حقوق مقرر ہوگئے (میزان التحقیق ص۲۹ بحوالہ پریچنگ آف اسلام) کرنل آبری اوبرن سی آئی اوبی ای ممبر پنجاب کمیشن نے لکھا ہے کہ اسلامی قانون میں مسائل وراثت کے ماتحت جائداد کے متعلق عورتوں کے حقوق احتیاط سے درج کیے گئے ہیں (میزان التحقیق ص۲۹) ہندو فاضل مسٹر ایس ایم دھرم اکھیا لکھتے ہیں "ہندو مذہب میں عورت کی کیا حیثیت ہے یہ تو پوچھیے ہی نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ ایک لونڈی کی حیثیت سے رہتی ہے۔ بچپن میں والدین کے ہاتھ میں، جوانی میں شوہر کے اختیار میں حتیٰ کہ شوہر اگر چاہے تو مذہباً اُسے اس بات کا حق ہے کہ اپنی بی بی کو دوسرے کے پاس بھیجے اور نیوگ کرائے۔ اور بڑھاپے میں اپنے لڑکوں کے اختیار میں رکھی گئی ہے۔ اُس کو جائداد میں کوئی ترکہ نہیں ملتا، زیادہ سے زیادہ وہ اپنی زندگی میں خرچ خوراک پانے کی مستحق ہے شادی جس سے صرف عورت کی اپنی ذات کا تعلق ہی اس میں بھی اُسے کوئی اختیار نہیں آج کل عیسائی مذہب سب سے زیادہ شائستہ اور مہذب ہے مگر اُس میں بھی عورت کو مرد کا محکوم قرار دیا گیا ہے اور خلع وغیرہ کا اُسے حق نہیں۔ اب جبکہ عورتوں نے جدوجہد کی تو یورپ کے ملکوں میں دوسرے قسم کے قوانین بننے لگے ورنہ قبل اس کے عورتوں کی اپنی محنت مشقت کی کمائی بھی اُس کے والدین یا شوہر کی ہوتی ہے، بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اب تک بعض یورپین ملکوں میں اگر اکیس سال سے کم عمر کی عورت اپنے والدین یا ولی کی رضامندی کے بغیر اپنی شادی کرلے اور شوہر کے ہاں چلی جائے تو شوہر پر لڑکی کا ولی اس بنا پر مقدمہ کرسکتا ہے کہ وہ اپنی لڑکی سے خدمت لینے سے محروم کردیا گیا۔ حضرت محمدؐ کے احسانات کو دیکھیے کہ سب سے پہلے دختر کشی کو بند کیا اور عورت کو حق دیا کہ جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے۔ اسلام نے عورت کو وہ حقوق دیے جو دوسرے مذاہب نے نہیں دیے، ترکہ کا بھی سوائے اسلام کے کسی مذہب نے عورت کو مستحق قرار نہیں دیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت محمد صاحب نے لڑکے کو لڑکی سے دوگنا ترکہ دلا کر کم

حیثیت پر رکھا، مگر غور کرنے کی بات ہے کہ کسبِ معاش کی فکر مردوں کو پڑتی ہے اور مرد ہی اپنی محنت مشقت سے کماتا ہے جس سے اُس کے گھرانے کی عورتیں فائدہ اُٹھاتی ہیں عورت کی جائداد سے دوسرے کم فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ برخلاف اس کے مرد دوسروں کے اخراجات بھی برداشت کرتا ہے۔ ایسی حالت میں ایک عورت کو جتنا ملے اس سے دوگنا اُس کے بھائی کو ملنا ناانصافی نہیں۔ ترکہ میں عورت کو جو کمی ہوتی ہے وہ مہر کی صورت میں پوری ہوجاتی ہے" (میزان التحقیق ص۲۹)

لالہ رام دیو پرنسپل گروکل کانگڑی لکھتے ہیں محمد صاحب نے عورتوں کے حقوق قائم کیے (حوالہ مذکور)

غرض عورت پر اسلام کے سوا کسی مذہب اور کسی قانون کا احسان نہیں ہے۔ اسلام نے عورت کو مرد کے زیرِ سیادت ضرور رکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ فطرت کے اعتبار سے عورت مرد سے کم ہے اس لیے اس کو ایک لائق اور زبردست مشیر کی احتیاج ہے۔

ڈاکٹر ہوکنگ کا قول ہے۔ مرد عورت سے باعتبار صحت بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اسکن کا قول ہے عورت کی پیدائش مرد کے ساتھ بطور ضمیمہ ہوئی ہے (میزان التحقیق ص۲۸) پروفیسر ہنری مارٹن لکھتے ہیں۔ عورت میں بعض چیزوں کی کمی ہے جس کے لیے وہ مرد کی محتاج ہے (فطرت نسواں ص۸) اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عورت کی جسمانی ساخت طاقت اور قوت مقابلہ کے لحاظ سے بہ نسبت مرد کے بہت کم درجہ پر ہے (حوالہ مذکور ص۱۳) عورت کا دل ۲۴۰ کیلوگرام، مرد کا ۳۰۰ کیلوگرام ہوتا ہے۔ عورت کے خون کی مقدار بھی مرد کے خون کی مقدار سے کم ہے۔ اس کا مغز بھی مرد کے مغز سے ۱/۹ درجہ ہلکا ہوتا ہے (حوالہ مذکور ص۲۵) میڈم لابیر کا قول ہے، عورت میں غور و فکر اور تفحص و تحقیق کا مادہ کم ہوتا ہے۔ ایک اور لیڈی کا قول ہے کہ ہم میں اُس عقلی قوت کی کمی ہے جو چھلکے سے آگے بڑھ کر مغز تک پہنچتی ہے (حوالہ مذکور ص۱۳۱) قوت فیصلہ مردوں سے عورتوں میں کم پائی جاتی ہے (حوالہ مذکور ص۱۵۲ مصنفہ پروفیسر ہنری مارٹن)

اربابِ نظر کا اس پر اتفاق ہے کہ لڑکیوں میں استقامت لڑکوں سے کم ہوتی ہے۔ لیکن وہ حیلہ

حوالہ خوب کرنی ہیں (ص۲۶) لڑکیوں کی خواہشوں میں چونکہ ہمیشہ تلون پیدا ہوتا رہتا ہے اور وہ فطرۃً ہر اُس خواہش کی طرف مائل ہوتی رہتی ہیں جو اُس کے دل میں پیدا ہوتی ہے ص۳۱ - عورت جذبات کے میدان میں مرد سے آگے بڑھی ہوئی نظر آتی ہے (کتاب مذکور ص۳۱)

یہاں تک یہ امر صاف ثابت ہوگیا کہ اسلام کے سوا کسی قوم و ملت نے عورتوں کا حقیقی احترام نہیں کیا اور اُن کے حقوق قائم نہیں کئے عورتوں کے معاملہ میں مخالفین اسلام تین اعتراض اسلام پر کرتے ہیں۔

ایک یہ کہ پردہ میں رکھنا عورت کی توہین ہے اور اس کے لیے مضر ہے۔ پردے سے عورت کی توہین نہیں ہوتی بلکہ اُس کی عزت ہے۔ ہر نفیس اور محبوب شے کو نظروں سے بچا کر احتیاط سے رکھا جاتا ہے۔ عورت کے لیے پردہ کا مضر ثابت ہونا ایک مضحکہ انگیز بات ہے جو صریح مشاہدے اور تجربے کے خلاف ہے، پردے کے مفید ہونے میں شک کی گنجائش نہیں یہ تحفظ نسب کی بڑی سند ہے۔ پردہ نشین خواتین اسلام علم و فضل کے اعتبار سے بڑی بڑی باکمال ہوئی ہیں۔ پردہ نشینوں کی اولاد میں بڑے بڑے مدبر، بڑے بڑے حکیم، بڑے بڑے بہادر، بڑے بڑے موجد بڑے بڑے مصنف ہوئے ہیں اس لیے یہ سمجھنا کہ پردہ کا اثر اولاد پر پڑتا ہے شدید غلطی ہے۔ جس یورپ کی تقلید میں آج پردہ شکنی کی تحریک کی جاتی ہے وہ آج خود ہی اس کے ہاتھوں سے نالاں ہے۔ بے پردگی سے جو فتنے برپا ہوئے ہیں وہ تاریخ جاننے والوں اور اخبار بیں اصحاب سے پوشیدہ نہیں، جن اقوام و ممالک میں پردہ نہیں ہے وہاں ناجائز ولادتوں کی کثرت ہے مسلمانوں نے جو ترقی کی اور مسلمانوں سے پہلے جن اقوام نے ترقی کی اس میں عورتوں کا کوئی قابل لحاظ حصہ نہیں۔ اس لیے بے پردگی کو ترقی کا ذریعہ سمجھنا حماقت یا کم سے کم حماقت کے قریب قریب ہے۔ ہر چیز کے اختیار کرنے کے لیے اس پر نظر کی جاتی ہے کہ اس میں مضرت زیادہ ہے یا منافع زیادہ ہیں، اس کی مضرت قوی ہے یا نفع قوی ہے جس میں منافع زیادہ ہوتے ہیں، جس کے فوائد قوی ہوتے ہیں اُس کا اختیار کرنا باعث ترقی ہے۔ بے پردگی میں مضرت

کثیر ہے اور قوی بھی۔ اس لیے اس کو اختیار کرنا کسی طرح قرین مصلحت نہیں اور میں تو یہ کہونگا کہ نفع و نقصان پر نظر کرنا ہی فضول ہے جبکہ قرآن کا حکم ہے، حدیثوں میں رسول کریم کا ارشاد ہے، آیات و احادیث میں ردوبدل کر کے بعض لوگوں نے پردے کے خلاف مطلب نکالنے کی سعی کی ہے لیکن وہ لوگ جو حدیث و قرآن سے واقف ہیں اُن کے اس داؤں میں نہیں آسکتے۔ پردے کی موافقت و مخالفت میں کثرت سے مضامین و رسائل شائع ہو چکے ہیں، اس لیے یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ میں اس فرسودہ بحث سے مضمون کو طول دینا نہیں چاہتا اس قدر ضرور عرض کرونگا کہ پردہ اقوامِ عالم میں تاریخ کی یاد سے پہلے سے رائج ہے اور ہر مذہب و قوم کے پیشواؤں نے اس کی ہدایت کی ہے۔

دنیا کی پہلی تاریخ اور صحیح تاریخ کتاب مقدس میں مذکور ہے کہ ربقہ کو اُن کے عزیز و اقارب جب حضرتِ اسحاقؑ (کم و بیش دو ہزار سال قبل مسیح) سے بیاہنے کے لیے لارہے تھے تو ربقہ نے دور سے دیکھا کہ کھیت میں ایک آدمی کھڑا ہے یہ دیکھ کر اُنھوں نے اپنا مُنہ چھپالیا۔

زمانۂ جاہلیت میں عرب میں بھی پردہ رائج تھا۔ سبرۃ بن عمرو فقعسی شاعر اپنے مخالف شکست خوردہ فریق پر طعن کرتا ہے۔

ونسوتکم فی الروع بادوجوھھا   یخلن اماء والاماء الحرائر

(یعنی لڑائی سے بھاگتے وقت تمہاری عورتوں کے مُنہ کھل گئے تھے اس لیے وہ باندیاں معلوم ہوتی تھیں)

پیشوائے ایران زرتشت کا قول ہے: دہم خفت و ہمخوابۂ دیگرے را نہ بیند و برو ننگرید و با او نیامیزید (صحیفۂ زرتشت صفہ۲ بحوالہ دساتیر)

ایران کا مشہور مورخ شاعر فردوسی افراسیاب کی بیٹی کا قول نقل کرتا ہے:۔

منیژہ منم دختِ افراسیاب   کہ ہرگز نہ دیدہ تنم آفتاب

دوسرا مورخ اور شاعر نظامی جمشید کا قول نقل کرتا ہے:۔

چنیں گفت جمشید بارا ئزن که یا پردہ یا گور بہ جائے زن

زن آں بہ کہ در پردہ پنہاں بود کہ آہنگ بے پردہ افغاں بود

پیشوائے اہل چین کنفوشس کا قول ہے عورت کو گھر سے باہر نکالنا مست ہاتھی کی سونڈ میں تلوار دینا ہے (آئین چین ص۲۸)

منوجی کا قول ہے ان کو (شوہروں کو) لازم ہے کہ ان کی (عورتوں کی) حراست میں از حد کوشش کریں۔ (میزان التحقیق ص۲۴ بحوالہ منوسمرتی)

رامائن میں ہے کہ جب رامچندر جی کے بن باس کے موقع پر سیتاجی گھر سے باہر نکلیں تو لوگوں میں سخت ہیجان برپا ہوگیا، اور اپنی راجکماری کو بے پردہ دیکھ کر سب چلائے کہ کیا بُرا زمانہ آگیا ہے کہ سیتا جن کی جھلک دیوتا بھی نہ دیکھ سکے تھے باہر آگئی ہیں اور بازاری نگاہوں کا سامنا کرینگی (ایودھیا کانڈم سوتر ۳۳ اشلوک ۱۹)

لکشمن سیتاجی کے دیور کا قول ہے کہ سیتاجی کے پاؤں کے سوا میں نے کوئی حصہ اُس کے بدن کا نہیں دیکھا (میزان التحقیق ص۲۴ بحوالہ رامائن)

جب رامچندر جی نے لنکا فتح کیا تو راجہ بھبیشن کو حکم دیا کہ سیتا کو نہلا دھلا کر پوشاک پہنا کر دربار میں لائے۔ جب سیتا پالکی میں سوار آئی تو راجہ نے لوگوں کو ہٹانا چاہا رامچندر جی نے کہا کہ غم کے موقعوں پر مجبوریوں میں، لڑائیوں میں، سویمبر کے موقع پر، قربانیوں میں شادیوں میں عورت کا سامنے آجانا گناہ نہیں سیتا مجبوریوں میں گرفتار رہے، اس وقت اس کا لوگوں کے سامنے آنے میں کوئی حرج نہیں (رامائن یودھ کانڈم ۱۱۴۔ اشلوک ۲۴۹)

دریودھن کے حکم سے جب دروپدی دربار عام میں لائی گئی تو اُس نے کہا راجاؤں نے مجھے سویمبر کے موقع پر دیکھا تھا، اس سے پہلے مجھے کسی نے نہیں دیکھا، آج بدنصیبی سے پھر مجھے غیر مردوں کے سامنے آنا پڑا۔ مجھے تو کبھی ہوانے یا سورج نے بھی گھر سے باہر نہیں دیکھا (مہابھارت، سبھا پرد)

رسم سویمبر کے زمانہ میں ہندو عورتوں میں حد درجہ پردہ اور حیا مدنظر تھا، خاوند کے ساتھ بیوی کی بے تکلفی کو بھی لوگ ناپسند کرتے تھے (مہابھارت)

راجہ جنمی جی کو بیاس جی نے نصیحت کی کہ اپنی رانی کو پردے میں رکھے (گلزار شاہی ص۱۵۱)

گھومنے والا برہمن عزت پاتا ہے، باہر پھرنے والی عورت بگڑ جاتی ہے۔ (چانک نیتی درپن باب ۶)

دوسرے یہ کہ عورت کو بہ نسبت مرد کے ترکہ میں حصہ کم دیا گیا کیسا عجیب معاملہ ہے یہ اعتراض وہ کرتے ہیں جن کے یہاں عورت کو کچھ بھی نہیں دیا گیا تقسیم ترکہ میں شریعت نے اس امر کا لحاظ کیا ہے کہ باعتبار قرابت و مودت میت پر کس کس کی پرورش اور دستگیری لازم تھی اور کس حد تک لازم تھی اور وہ کون کون رشتہ دار ہیں جن سے اڑے وقت میں مرحوم کو مدد پہنچ سکتی تھی اور وہ بلحاظ قدرت اور قرابت مرحوم کی کس حد تک امداد کر سکتے تھے۔ اور مرحوم کے گھر کا نام و نشان کس سے وابستہ ہے، ظاہر ہے کہ لڑکی دوسرے گھر کی ہوتی ہے، شوہر کے زیر حکم ہوتی ہے وہ نہ پوری طرح ماں باپ کی خدمت پر قدرت رکھتی ہے نہ ان کے خاندان کا نام اس سے وابستہ ہوتا ہے اور بعد عقد والدین اس کی پرورش سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ لڑکا آخر تک ماں باپ کی خدمت و پرورش کا ذمہ دار ہے ان کے گھر کا چراغ ہے، اس لیے اس کا حصہ زیادہ ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کو زیادہ ملنا چاہیے اور ہر مرد بہ نسبت عورت کے امداد اور دستگیری پر زیادہ قادر ہوتا ہے اور ایک کنبہ کی پرورش کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے اس لیے اناث سے ذکور کا حصہ زیادہ ہے، ایک یہ بات بھی ہے کہ لڑکیاں بصورت جہیز بھی کچھ مال پا چکی ہوتی ہیں، غرض مرد کا حصہ عورت سے زیادہ ہونا ہر طرح قرین انصاف ہے۔

تیسرے یہ کہ مرد کو چار بیویوں کی اجازت دی گئی ہے یہ عورت کی حق تلفی اور توہین ہے۔ یہ خیال بھی غلط ہے، ایک کاشتکار کا کئی زمینوں میں کاشت کرنا نہ زمین کی توہین ہے نہ حق تلفی ہے، اسلام سے پہلے تعدد ازدواج کی کوئی حد مقرر نہیں تھی، انبیائے بنی اسرائیل کی سو سو بیبیاں لکھی ہیں، امرائے عرب بھی سو سو

پچاس پچاس عورتیں رکھتے تھے، شاہان ایران وروم بھی کچھ ان سے پیچھے نہ تھے، ہندو راجوں کے محل بھی صدہا عورتوں سے بھرے رہتے تھے، مشاہیر و مقدسین ہند میں سری کرشن جی کے آٹھ بیویاں تھیں (معجزاتِ اسلام ص۵۳ بحوالہ کتاب بھارت کی شجاع استریاں)

شریعت نے تعدد ازدواج کو چار تک محدود کردیا اور اس کے عمل پر غیر معمولی پابندیاں لگا دیں[1]۔ بہرحال اس تعداد کے تعین میں بھی شریعت نے انسان کے مزاج، طبیعت اور اُس کے چار ارکان اور اُس کی چار فصول کا لحاظ کیا ہے کیونکہ جس مرد کو طوفانِ شہوت کمال کا ہوگا وہ اپنے ارکان اربعہ اور قدرتی فصول اربعہ کے اعداد سے متجاوز نہ ہوگا، اسی کے ساتھ یہ بھی مصلحت ہے کہ انسان کے کسب معاش کے چار ہی ذرائع ہیں صناعت، زراعت، تجارت، امارت۔ اس لیے ہر ذریعہ کے مقابلہ پر ایک عورت کو مقرر کیا، اس کے علاوہ طبی و طبعی مصالح بھی ہیں نکاح حصول اولاد صحیح وحفظ تقویٰ کے لیے کیا جاتا ہے۔ عورت ہر وقت اس قابل نہیں ہوتی کہ اُس سے زناشوی کے تعلقات کا عمل ہو سکے، بصورت ثانی مرد کو منزل تقویٰ سے گرنے کا اندیشہ ہے اور بصورت حمل نقصان جنین کا خطرہ ہے۔ ایام شیر خوارگی طفل میں عورت مرد کی قربت سے بچے اور عورت دونوں کی صحت کو خراب کرتی ہے۔ علماء طب کی ہدایات کے مطابق ابتدائے حمل سے ایام شیر خوارگی طفل تک مرد کو عورت سے علیحدہ رہنا چاہیے اس طرح تین سال کا وقفہ ہوتا ہے اس عرصہ میں اگر دوسری عورت نہ ہو تو مرد کس طرح نیکی کے ساتھ بسر کرسکتا ہے۔ عورت کے قویٰ بہ نسبت مرد کے بڑھاپے سے جلد متاثر ہوتے ہیں اس لیے متعدد ازدواج کی مرد کے لیے طبعاً ضرورت ہے۔ عورت پچاس سال عمر کے بعد اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتی مرد میں یہ قابلیت سو برس تک رہتی ہے۔ ایک بیوی ہونے کی حالت میں مرد اپنی عمر کے طویل

---

[1] جس کے معنی یہ ہوئے کہ اسلام تعدد ازدواج کے اصول کو تسلیم کرتا ہے کیونکہ بعض ناگزیر حالات میں اس کی ضرورت پیش آتی ہے لیکن اس اصول پر عمل کرنے میں اُس نے غیر معمولی احتیاط سے کام لیا ہے۔ اتنی احتیاط سے اگر ایک شخص اُن شرطوں اور ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھے تو مجبور کن حالات کے بغیر اس کی طرف اقدام نہیں کرسکتا۔

حصّہ میں افزائش نسل سے محروم رہتا ہے جدال و قتال میں مرد اکثر کام آتے ہیں اور عورتیں بیوہ ہو جاتی ہیں، ان کو گناہ اور جرائم اور محتاجی سے بچانے کے لیے اس سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں کہ مرد کئی کئی عورتیں رکھیں دنیا کی مردم شماری پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہے۔ یہ بیشی بغیر تعدد ازدواج نیکی سے نہیں نبھائی جا سکتی قوم کی اعدادی ترقی کا بہت کچھ انحصار تعدد ازدواج پر ہے۔

حرفے زداد و دانش و دین است ایں کہ ما
بہر صلاح خاطر دانا نوشتہ ایم

شہنشاہیت

جدید سرمایہ داری کی مکمل تاریخ

شہنشاہیت کی حقیقت، اسکی تاریخ و تفصیل اور اُس کے نتائج و اثرات پر اُردو میں پہلی کتاب جس کی تقریب کے سلسلہ میں مولانا سید طفیل احمد صاحب علیگ مصنف مسلمانوں کا روشن مستقبل لکھتے ہیں۔

"یہ کتاب دراصل جدید سرمایہ داری کی مکمل تاریخ ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ یورپ کے ملکوں میں سرمایہ داروں کی محدود جماعت نے حکومت پر قبضہ کر کے بنی نوع کو کس طرح غلام بنایا اور دنیا بھر کے بازاروں پر قابض ہو کر اپنی ذات کے لئے عیش و آرام کے سامان کیونکر جمع کیے، اس وقت یورپ میں جس قدر مختلف تحریکیں نازیت فسطائیت اور اشترکیت وغیرہ کے ناموں سے جاری ہیں، اس کتاب میں اُنکی مفصل تاریخ دی گئی ہے جن سے واقفیت کے بغیر نہ صرف یورپ بلکہ موجودہ دنیا کی سیاسیات کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ قابل مترجم نے یہ کتاب لکھ کر اُردو داں طبقہ پر بڑا احسان کیا ہے"

اس کتاب میں نہ صرف شہنشاہیت کے کارناموں کو تفصیل و تحقیق سے لکھا گیا ہے بلکہ دنیا کے تمام اہم واقعات کو بڑی جامعیت اور قابلیت سے واضح کیا گیا ہے، جو اُردو داں اصحاب بین الاقوامی معاملات اور دنیا کی سیاسیات سے دلچسپی رکھتے ہیں اُن کے لیے اس کتاب کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔ انداز بیان شستہ و شگفتہ، صفحات ۲۰۰۔

منیجر مکتبہ برہان قرولباغ نئی دہلی